نرسنگھ داس نرگسؔ ۔جموں کا ایک نامور صحافی اور چاند پریس

ڈاکٹر دلجیت ورما

صدر شعبہ اُردو، گورنمنٹ وومنز کالج پریڈ، جموں

رابطہ 9419150556

[نرسنگھ داس نرگسؔ ریاست کے ان برگزیدہ ادیبوں اور صحافیوں میں سے ایک ہیں جنھیں بہت حد تک فراموش کر دیا گیا ہے لیکن اُن کی ادبی اور صحافتی خدمات کی اہمیت آج بھی کم نہیں ہوئی ہے۔ نرگسؔ (۱۹۰۲ء۔ ۱۹۷۳ء) بیک وقت صحافی، شاعر، مورّخ اور فکشن نگار تھے۔ انہوں نے عوامی اصلاح اور بیداری کے لئے ''چاند'' اور ''پریم'' کے نام سے مشہور اخبار اور رسالے نکالے۔ 'پریم منوہر' کے قلمی نام سے 'پاربتی، نرملا، اور 'جانکی' جیسے ناول لکھے اور ممولا رام کوٹی کے قلمی نام سے افسانوں کے مجموعے 'دکھیا دیس، سندیہ، اور پردیسی پریتم، لکھے۔ جن میں ریاست کے عوام کے دکھ درد کا بیان اور اصلاح و ترقی کا جذبہ ملتا ہے۔ انہوں نے شاعری میں بھی طبع آزمائی کی۔ ان کے معاصرین میں غلام رسول نازکیؔ، دیا کرشن گردشؔ، کشن سمیلپوری، بھوشن بزاز، آثرؔ عسکری، آثرؔ لکھنوی، آثرؔ صہبائی، گلزار احمد فداؔ، ایم۔ اے عزیز، شریف حسین کاظمی، کوثر سیمابی وغیرہ اہم ہیں۔ نرگسؔ ایک حقیقت نگار اور مقصدیت کے حامی ادیب اور صحافی تھے۔ وہ منفی سیاست کے خلاف تھے اور اپنی تحریروں میں ہمیشہ حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرتے تھے۔ اسی لئے اگرچہ کچھ لوگ ان سے ناخوش رہتے تھے تو اکثر لوگ ان کی قدر بھی کرتے تھے۔ آج بھی ریاست کی ادبی تاریخ اور صحافتی تاریخ میں نرگسؔ کا نام زندہ ہے لیکن ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کی خدمات خاص طور پر ''تاریخ ڈوگرہ دیس'' اور ان کے ناول، افسانوں اور دیگر مضامین کو یکجا کر کے کلیات کی شکل میں شائع کیا جائے۔]

جمّوں کے نامور صحافی، شاعر، ادیب، مورّخ اور محقق دیوان نرسنگداس نرگسؔ رئیس التحریر کی پیدائش ۱۶ ستمبر ۱۹۰۲ء کو بمقام گوندل ۱؎ میں ایک اعلیٰ مہاجن خاندان کے رکن شری بیلی رام دیوان کے ہاں ہوئی۔ دیوان نرسنگداس نرگسؔ ایک ایسی نسل سے متعلق تھے جن کے بزرگوں نے ریاست جمّوں و کشمیر کی تشکیل و ترقی میں خلوص سے نمایاں خدمات انجام دی تھیں۔ ''نرگسؔ صاحب کے پڑداداد یوان دیوی دتہ مل نے گُمٹ جموں کی لڑائی میں حملہ آوروں کو شکست دے کر لکھن پور سے باہر کر دیا تھا اور جسر وٹہ پر دوبارہ قبضہ کیا تھا۔ اُن کے بھائی دیوان کنہیالال نے ہی علاقہ ''باہو'' (باغ باہو) کی حدیں توّی تک پھیلا دی تھیں۔ کنہیا لال فوجی مشیر تھے۔ ان کے تیسرے بھائی دیوان ارجن مل نے نمبرداروں و ذیلداروں کی مدد سے جمّوں سے بانہال تک سڑک بنوائی تھی۔ جس پر سرکار کا صرف ۲۴ ہزار روپیہ خرچ ہُوا تھا۔'' ۲؎

آنجہانی نرگسؔ کی ایک بہن اور دو چھوٹے بھائی تھے۔ اُن کے ایک چھوٹے بھائی گیان چند دیوان اخبار 'رنبیر' جمّوں کے منیجر کے عہدہ پر ایک عرصہ تک فائز رہے اور دوسرے بھائی دیوان چند دیوان اخبار ''شیرِ ڈوگر'' جمّوں کے چیف ایڈیٹر تھے۔ ان کی وفات کے بعد اُن کے چھوٹے بیٹے وکرم دیوان آج بھی سہ روزہ ''شیرِ ڈوگر'' اخبار نکال رہے ہیں۔

نرگسؔ صاحب نے اپنا بچپن زیادہ تر جمّوں شہر میں گزارا۔ انہیں بچپن میں گھُڑسواری کا بے حد شوق تھا۔ اُسی زمانے میں

انہیں شاعری کا بھی شوق ہوا۔انہوں نے شاعری کا آغاز پنجابی زبان کے ساتھ ساتھ اُردو میں اُس وقت کیا جبکہ اُن کی عمر ابھی صرف تیرہ سال کی تھی اور وہ ساتویں جماعت کے طالب علم تھے۔اس سلسلے میں اُن کے بھائی کہتے ہیں کہ ''انہوں نے اپنی باقاعدہ پہلی نظم دریائے چناب کے باندھ کے افتتاح کے موقع پر گورنر پنجاب کے سامنے پڑھی تھی۔'' ۳؎ ان کے بچپن ہی سے متعلق موصوف کہتے ہیں کہ اُن کا کھانا پینا اور لباس نہایت عمدہ اور اعلا ہوا کرتا تھا۔'' ۴؎

نرگسؔ نے اپنی ابتدائی تعلیم ایک مقامی پرائیویٹ مکتب میں پائی۔ڈوگری اور 'صرافی' ۵؎ رسم الخط بھی اُسی مکتب سے سیکھے۔مڈل پاس کی سند رنبیر سنگھ ہائی سکول جموں سے حاصل کی۔میٹرک کا امتحان اکبر اسلامیہ ہائی سکول جمّوں سے پاس کیا۔تیرہ سال کی عمر میں آپ کو شاعری کی لگن لگی۔اس عمر میں اُردو، فارسی اور پنجابی کے بلند پایہ شعراء کے بیشتر اشعار ازبر تھے اور شاعری سے شغف کا یہ عالم تھا کہ جو کچھ بھی کہیں سنتے یا پڑھتے حفظ ہو جاتا۔کم عمری میں ہی شیخ سعدیؔ شیرازی کی گلستان اور بوستان نصاب میں شامل ہونے کی وجہ سے پڑھیں اس کے علاوہ مثنویاں، الف لیلیٰ، فسانہ آزاد، باغ و بہار، قصہ سیف الملوک، شہزادہ ممتاز، مہابھارت اور رامائن وغیرہ ایسی ضخیم کتابیں بھی پڑھیں اور اس کا اثر یہ ہوا کہ پڑھنا لکھنا آپ کا شعار بن گیا۔جب اسلامیہ سکول جمّوں میں داخل ہوئے تو ڈاکٹر محمد اقبالؔ کی تصانیف اور دیوانِ غالبؔ جیسی لافانی کُتب کے مُطالعہ کے مواقع بھی ملے۔اس کے ساتھ ہی ساتھ فردوسیؔ کے شاہنامے کو بھی اسکول کی لائبریری سے حاصل کر کے پڑھا اُسی نے ان کے ذہن میں یہ سوال پیدا کیا کہ فردوسیؔ نے تو شاہنامہ لکھ کر کمال کر دکھایا ہے، کیا جمّوں وکشمیر ریاست کے راجگان کا بھی شاہنامہ لکھا جا سکتا ہے؟لیکن اُس وقت تو یہ محض ایک موہوم سی چنگاری تھی۔کسے معلوم تھا کہ آگے چل کر یہ چنگاری شعلۂ جوالہ بن جائے گی۔اس کا احساس تو اُس وقت ہوا کہ جب گیارہ سال کی گراں محنت کے بعد ۱۹۶۷ء میں انہوں نے ''تاریخ ڈوگرہ دیس'' (جمّوں وکشمیر) مکمل کر کے اُس خواب کو تعبیر کی منزل تک پہنچایا۔

۷رمئی ۱۹۲۰ء کو نرگسؔ کی شادی دانشوری دیوی (ساکن قصبہ چپٹی شیخاں جواب ضلع سیالکوٹ، پاکستان میں ہے) سے ۱۷ سال کی عمر میں ہوئی۔نرگسؔ کی اکلوتی اولاد اُن کے فرزند اقبال نرگس تھے جن کی ولادت ۳۰ردسمبر ۱۹۲۶ء کو ہوئی۔اقبال نرگس ہفتہ وار اخبار ''چاند'' جمّوں کے مدیر تھے اور ''چاند پریس'' کے مالک بھی۔ان کی وفات (۲۳راگست ۲۰۰۷ء) کے بعد ''چاند پریس'' کا کام کاج ان کے چھوٹے بیٹے کیلاش دیوان سنبھالے ہوئے ہیں۔البتہ ہفتہ وار 'چاند' اخبار بہت پہلے سے بند کر دیا گیا تھا لیکن 'چاند' اخبار کی پرانی فائیلیں آج بھی جموں یونیورسٹی کی سینٹرل لائبریری اور ''چاند'' پریس کے دفتر میں موجود ہیں۔

تعلیم حاصل کرنے کے بعد تلاشِ معاش میں مختلف سرکاری دفاتر کی خاک چھاننا پڑی۔بالآخر ۱۹۲۳ء میں رام کوٹ جاگیر میں کلرک کے طور پر تقرری ہوئی۔جاگیردار رام کوٹ نے آپ کی محنت، کام کی لگن اور ایمانداری سے متاثر ہو کر تین سال کے بعد کلرک سے مختارِ عام (پرسنل سیکرٹری) بنا دیا۔مختارِ عام جاگیردار کی حیثیت سے آپ نے تیرہ سال ملازمت کی۔

آپ کی ادبی زندگی کا آغاز باقاعدہ طور سے دورانِ ملازمت رام کوٹ میں پنجابی شاعری سے ہوا۔ہندی میں لکھنا پڑھنا بھی یہیں سے سیکھا اور ڈوگری زبان کے اپنے قدیمی رسم الخط میں حساب کتاب خط وکتابت اور حکم نامے جاگیردار کی طرف سے جاری

کرتے رہے۔اسی دوران رام کوٹ کی علاقائی بولی ڈوگری میں شاعری کرتے رہے۔رام کوٹ کی سولہ سالہ ملازمت کے دوران انہوں نے جو کچھ دیکھا اس سے آپ کے شعور کو ایک زبردست جھٹکا لگا۔انہوں نے مظلومیت اور مجبوریوں کے وہ گھناؤنے منظر دیکھے جس میں جاگیردار لوگ مختار عام کی حیثیت سے سادہ لوح اور فاقہ کش مفلوک الحال عوام کی محنت اور مزدوری پر جابرانہ اور غاصبانہ طور پر اپنا حق جتلاتے تھے۔اس طرح زندگی کو رینگتے اور تڑپتے دیکھ کر ان کے اندر سویا ہوا انسان جاگ اُٹھا اور ان کے دل میں سرکاری ملازمت کی مطلق العنانیت، زمینداروں کی سینہ زوری اور ساہوکاروں کی لوٹ کھسوٹ کے خلاف احتجاج کی آگ بھڑک اُٹھی۔

۱۹۳۹ء میں جب آپ کی عمر چھتیس برس کی تھی اور آپ تحصیل بسوہلی میں رام کوٹ کے جاگیردار کی جاگیر کے ''مختارِ عام'' تھے آپ نے جاگیردار سے معمولی اختلاف پر بطور پروٹیسٹ ملازمت کو خیرباد کہہ دیا۔ملازمت سے فارغ ہونے کے بعد آپ کے سامنے اندھیرا ہی اندھیرا تھا کیا کرتے کہاں جاتے۔''اسی دوران ایک بزرگ خدادوست نے آپ کی جنم پتری کا بغور جائزہ لینے کے بعد اسے لپیٹ کر آپ کے ہاتھ میں دیتے ہوئے مُسکرا کر کہا کہ ایشور کو یاد کرو اور دیکھو کہ اس کی لیلا تمہارے لیے کیا رنگ جماتی ہے۔میرا خیال ہے کہ ایک مہینے کے اندر اندر تم اپنے اصلی مقام پر پہنچ جاؤ گے۔جہاں سے تمہاری نئی زندگی شروع ہوگی۔البتہ لکھنے پڑھنے کا کاروبار ہوگا۔''۶؎

آپ کے چھوٹے بھائی گیان چند دیوان اُن دِنوں اخبار ''رنبیر'' کے منیجر تھے۔انہیں کی تحریک پر جمّوں شہر میں پریس کا کاروبار ''دیوان پریس'' کے نام سے ۱۲؍جون ۱۹۳۹ء کو شروع کیا۔''۷؎ جتنی بھی جمع پونجی تھی اس کاروبار میں جھونک دی۔شروع شروع میں سخت پریشانی کا عالم رہا اور مایوسی اس شدت کی تھی کہ چھاپہ خانہ کی ہر چیز کھانے کو دوڑتی۔اپنے بیگانوں سے بات کرنا بھی دوبھر ہو گیا تھا۔''دو ایک ماہ میں پریس کے کام پر تو حاوی ہو گئے لیکن دل میں سکون نہ تھا۔رہ رہ کر اپنی پرُانی ملازمت کے دور کے واقعات آپ کی نظروں میں گھوم جاتے آپ انہیں بُھلانا چاہتے لیکن اُن کی یاد لمحہ بہ لمحہ تیزی سے تیز تر ہوتی جاتی تھی۔اسی جاں سوز پریشانی اور ذہنی کوفت کے بیچ ''دیوان پریس'' کے شروع کرنے کے دو تین ماہ کے بعد ہفتہ وار اخبار ''چاند'' کا اجرا اس خیال سے کیا کہ پریس اپنا ہے اخبار چھپنے سے کیا گھاٹا ہوگا۔''۸؎

''چاند کے کچھ سال بعد آپ نے ''پریم'' جموّں کے نام سے ایک ماہنامہ بھی جاری کیا۔یہ رسالہ زیادہ دیر تک نہیں چل سکا۔اس کے بند ہونے کا سبب ملک کی تقسیم ہے اس رسالے نے جموں وکشمیر کے اہلِ قلم حضرات کے لئے ایک اچھا پلیٹ فارم فراہم کر دیا تھا اور مُلک بھر میں مشہور تھا۔اس رسالے نے اگست ۱۹۴۷ء تک اپنی خدمات انجام دیں۔

''پریم'' جن قلم کاروں کے تعاون سے مزین رہا ان میں کشن سمیلپوری، حبیب کیفی، محمد نورانی، عبدالعزیز علائی، طالب گورگانی، آثر عسکری، ڈاکٹر رازی، آثر لکھنوی، اثر صہبائی، گلزار احمد فدا، ایم۔اے۔عزیز، مجوبہ یاسمین، رام لعل مہتہ، شریف حسین کاظمی، کوثر سیمابی، خلیل انور، اخگر عسکری، عبدالحمید نظامی، اقبال تمنائی، غلام رسول نازکی، دیا کرشن گردش، مولوی عبدالرحمن، فیض صدیقی راجوروی، جگدیش کنول وغیرہ کے نام قابل ذکر رہے ہیں۔ان اہل قلم حضرات میں زیادہ تر ترقی پسند نظریات کے حامل تھے۔

آپ کی شخصیت اور مزاج کو سمجھنے کے لئے نامور صحافی اور بلند پایہ ادیب دیا کرشن گردش، چیف ایڈیٹر روزنامہ اخبار ''ہند سماچار'' جالندھر کی پیش کی ہوئی قلمی تصویر قابل توجہ ہے۔ ۱۹۴۴ء کی بات ہے جب جناب گردش نے آپ کے خدو خال کچھ یوں پیش کیے تھے:۔

> ''عروس صحافت کے جذبۂ خود سپردگی کی چھپھاتی طلب۔ قد درمیانہ اور سڈول تمکنت آمیز نقوش، نیم گندمی رنگ، بیضوی چہرہ روشن اور چوڑی پیشانی، نگاہ میں عقاب کی تیزی حکمرانی کے غرور سی اُبھری ہوئی ٹھوڑی، داڑھی مونچھوں پر کرزن کا سایہ، آواز کرخت نہ شیریں، لباس کے معاملہ میں اکھنڈ بھارت، نیپالی نمونہ کی ٹوپی، لکھنوی اچکن، پنجابی کُرتہ، مدراسی دھوتی، گجراتی جاکیٹ اور اِن تمام میں اُلجھے اُلجھے ڈوگرہ انداز۔''۹؎

اس قلمی تصویر سے جہاں آپ کے مزاج اور شخصیت کے خدوخال کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے وہاں آپ کی صلاحیت کا بھی اندازہ ہوجاتا ہے کہ آپ ایک عالی ظرف اور سنجیدہ ادیب تھے۔ نرگس نہ صرف روشن ضمیر دوراندیش اور ملنسار شخص تھے بلکہ خوش طبع اور حلیم مزاج بھی۔ اُن کے ادبی فن پاروں کی پاکیزگی پر اُن کے بلند ذاتی کردار کی چھاپ نمایاں ہے۔ اُن کی شخصیت پر یہ مقولہ صادق آتا ہے کہ 'ایک اچھا انسان ہی اچھا قلمکار ہوسکتا ہے۔'

ابتدا میں نرگس کی زبان کچھ ناہموار تھی سیاست میں ادب اور ادب میں سیاست کے سائے خلط ملط ہوتے نظر آتے تھے لیکن رفتہ رفتہ اُن کے اسلوب میں پختگی اور سنجیدگی آتی گئی۔ جو بندش کی چستی تراکیب کی ندرت، خیال کی بلندی اور پاکیزگی نرگس کے مضامین میں پائی جاتی ہے وہ ریاست کے دوسرے ادیبوں کے ہاں بہت کم ملتی ہے۔ نرگس جہاں ایک تجربہ کار اور کہنہ مشق صحافی تھے وہاں دوسری طرف ایک اعلیٰ پایہ کے مورّخ، ایک سلجھے ہوئے ادیب اور مصنف بھی تھے جن کی رنگا رنگ نگارشات اور جاندار تحریریں انسانی زندگی کی گتھیوں کو سُلجھانے میں اپنا جواب آپ ہیں۔

ان کی خواہش تھی کہ وہ ''تاریخ ڈوگرہ دیس'' کی طرح ہی تاریخ کشمیر دیس بھی اردو اور ہندی میں مکمل کر کے شائع کر لیتے۔ اس کے علاوہ وہ اپنی پنجابی اور ڈوگری نظموں کو بھی کتابی صورت میں شائع کرنا چاہتے تھے تاکہ ان کا قیمتی سرمایہ محفوظ رہے۔ اس کے علاوہ جموں کے کنڈی علاقوں میں جابجا نظر آنے والے تاریخی آثار کو محفوظ دیکھنا چاہتے تھے تاکہ تاریخ نویس ان سے استفادہ کرسکیں لیکن تمام خواب شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکے۔

۱۹۴۷ء سے پیشتر آپ کے تجربات و مشاہدات نے دیہاتی اور پہاڑی علاقوں کے غریب عوام کے استحصال کو جس شدّت سے محسوس کیا اُسے ''دُکھیا دیس''، سندیہ'' اور ''پردیسی پریتم'' وغیرہ افسانوی مجموعوں کی شکل میں پیش کردیا۔ یہ تمام کہانیاں ''ڈوگرہ کلچر'' پر مبنی ہیں۔ جن کی تعداد سیکڑوں تک پہنچ گئی ہے۔ یہ کہانیاں مولا رام کوٹی کے قلمی نام سے آپ کے ہفتہ وار اخبار ''چاند'' میں بھی شائع ہوتی رہیں بعد میں انہیں کتابی شکل میں بھی شائع کیا گیا۔ ان افسانوں کے علاوہ ''جانکی' نرملا، اور پاربتی جیسے ناول یکے بعد دیگرے عوام تک پہنچے۔ یہ ناول بھی ڈوگرہ کلچر، رسم و رواج اور اس دیس کی دیہاتی و شہری زندگی کے نادر نمونوں کو

سمیٹے ہوئے ہیں جو" پریم منوہر" کے قلمی نام سے پہلے اخبار" چاند" میں شائع ہوئے۔ ان کے ناولوں میں سب سے زیادہ مقبولیت " پاربتی' کو حاصل ہے۔ نفسیاتی اور نظریاتی اعتبار سے یہ ایک کامیاب ناول ہے۔

ان ادبی تخلیقات کے علاوہ "علم التواریخ" کے متعلق بھی نرگس کی متعدد کتابیں ہیں۔ " گلاب سنگھ، زورآور سنگھ، (اُردو اور ہندی دونوں میں) 'میاں ڈیڈو' گلاب چرتر' اور 'تاریخ ڈوگرہ دیس' (جموں و کشمیر) وغیرہ۔

'تاریخ ڈوگرہ دیس' کو مرتب کرنا اور ہزاروں سال پہلے کے واقعات کی کڑیاں جوڑنا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔ کتاب کو لکھنے کی شروعات یکم جنوری ۱۹۵۶ء کو ہوئی اور ۱۵ر جنوری ۱۹۶۷ء کو پورے گیارہ سال بعد یہ کتاب تکمیل کو پہنچی۔

مذکورہ تخلیقات کے علاوہ ملک کے جن دیگر اخبار و رسائل میں نرگسؔ کے مضامین وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہے ان کے نام یہ ہیں: نیرنگِ خیال، ادبی دنیا، ماہانہ رسالہ لاہور، روزنامہ اخبار 'ویر بھارت' لاہور، روزنامہ اخبار 'پرتاپ' لاہور۔ روزنامہ اخبار 'رنبیر' جمّوں۔

" ۱۹۱۵ء میں ساتویں جماعت میں انہوں نے اُردو شاعری کا آغاز کیا۔ ۱۹۱۸ء میں میٹرک پاس کرنے کے بعد پنجابی اور ڈوگری میں غزل گوئی کرنے لگے اور شاعری کا یہ سلسلہ ۱۹۴۴ء تک اوڑھنے بچھونے کی طرح اُن کی زندگی کا حصّہ رہا۔"[۱۰] رفتہ رفتہ اُن کے جوہر کھُلنے لگے سادگی کے ساتھ ساتھ جذبات اور احساسات کی ترجمانی، اُن کی غزلوں میں جادوئی انداز پیدا کرتی رہی۔ شاعری کے چند نمونے ملاحظہ کیجئے:۔

شعر کا ذہن کے ہاتھوں میں لیتا ہوں رباب
سامنے میرے چلی آتی ہے فطرت بے حجاب
دوڑتا ہوں میں حسیں نغموں کے زینوں پر کبھی
تیرتا ہوں میں ستاروں کے سفینوں پر کبھی

یہ کرنوں سے باریک تر اُن کے گیسو
یہ شعلے سے چہرے پہ شانِ شہابی
ہے ناکامیوں میں حیاتِ محبّت
میرے عشق کو زہر ہے کامیابی

نرگسؔ نے پنجابی میں جو نظمیں لکھیں ہیں اُن میں سے چند ایک کے عنوانات کچھ یوں ہیں: کلے آئے تے کلے اویار جانا، بلبل ٹل مموّلا تے رنگ برنگی چولا، سی حرفی (تین قصّے)، کاگ رواداں، گلے شکوے، پریت قدیمی، مموّلا، خواہش عاشق، سرائے فانی، سجنا او دن بھُل گئے، من دی اچھیا پنجابی کوی دربار شاعراں دی خدمت وچ، شام دی بنسری، مزدور بیچارہ، دشمیش جیوتی شری گورو

گوبند جی، منجانب گورو گوبند سنگھ جی، سربنس وانی (جواب نامہ)

ڈوگری میں جو نظمیں کامیاب ہوئیں اُن کی تفصیل کچھ یوں ہے: الوداع، جنم وچھوڑا، سپاہی کا خط اپنی دُلہن کے جواب میں، اوم، فطرت، ڈوگر، مجاز پر گئے ہوئے ڈوگرہ سپاہی کو ڈوگرہ دُلہن کا خط، ڈوگری۔

نرگس کی اردو غزلیں اور نظمیں پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ جدیدیت کے رجحان سے خاصے متاثر تھے۔ س کا ثبوت ان کی یہ نثری نظم ہے:

''غیر جانبداری''

ہر ایک سے مِلو
اُسے سنو اور لوگوں کو سُناؤ
پھر جو وہ کہے
اس پر اپنی رائے قائم کرو
بلا خوف ولحاظ کے
کہ دنیا کیا کہے گی
بات بات پر ''بہت اچھا'' کہنے والے
اور خامیوں کو بھی خوبیاں گننے والے
پرلے درجے کے نادان دوست ہوتے ہیں
اُن سے وہ دانا دُشمن بدرجہا اچھا ہے
جو بغیر لگی لپٹی کے بات کہے
تم اچھا کام کرو تو تعریف کرے
اگر غلط راستہ پر جاؤ تو روک لے
پہلے دیکھو تو سہی کہ وہ کیا کہتا ہے
بغیر دیکھے سنے تڑپ اُٹھنا
تدبّر اور دانائی نہیں۔''۱۱؎

نرگسؔ فارسی میں بھی دستگاہ رکھتے تھے۔ فارسی میں انہوں نے بزرگوں کا ایک روزنامچہ لکھا جو بے حد مقبول ہوا۔''۱۲؎

یہ تمام نظمیں ابھی تک کسی کتابی صورت میں شائع نہیں ہوئی ہیں اور مصنف کے ہاتھ کی لکھی ہوئی موجود ہیں۔

نرسنگداس نرگسؔ کو اپنی ادبی اور صحافتی خدمات کے سلسلے میں ریاست گیر سطح پر ہی نہیں مُلک گیر سطح پر حوصلہ افزائی اور قدردانی

نصیب ہوئی دریائے چناب پر باندھ کے افتتاح کے موقع پر نرگسؔ کو اپنی نظم سنانے کے لئے گورنر پنجاب کی طرف سے ۲۵ روپے بطور انعام ملے تھے۔ یہ حوصلہ افزائی اُن کے تخلیقی جوہر کی مہمیز کے لئے بے حد موثر و محرک ثابت ہوئی۔ مہاراجہ ہری سنگھ نے بھی انہیں ''تاج پوشی'' کے عنوان سے منعقدہ کُل ہند مشاعرے میں شرکت کرنے پر ایک سرٹیفکیٹ دیا۔ یہ مشاعرہ جموں میں منعقد ہوا تھا۔ ''تاریخ ڈوگرہ دیس''، جو نرگس کا شاہکار کارنامہ ہے اس پر انہیں مہاراجہ کرن سنگھ کی طرف سے انعام ملا تھا۔

نرگسؔ ۱۷ نومبر ۱۹۷۳ء بروز سنیچروار ساڑھے نو بجے صبح اپنی رہائش گاہ واقع چاند نگر جموّں میں ۷۲ سال کی عمر میں ہمیشہ کے لیے ہمیں داغِ مفارقت دے گئے۔ آپ کی وفات پر ریاست گیر سطح پر اخبارات و جرائد نے ماتمی قرار دادیں شائع کیں اور موقر سیاسی اور ادبی شخصیات نے خراجِ عقیدت پیش کیا۔ چند تاثرات حسب ذیل ہیں:

نرگس کی موت سے ریاستی صحافت میں جو خلا پیدا ہوا ہے اُس کا بہت جلد پورا ہونا ناممکن دکھائی دیتا ہے۔ (روزانہ سندیش جموں)

نرگس صاحب ریاست کے سماجی، سیاسی اور عوامی حلقوں میں مشہور اور شہرہ آفاق ہستی تھے۔ آپ ایک مشہور ادیب، شاعر، کہانی کار اور اخبار نویس تھے۔ جنہوں نے ریاست بھر میں اہم مقام حاصل کیا تھا۔ انہوں نے ڈوگرہ دیس کی تاریخ قلمبند کر کے ایک ایسا کام کیا ہے جس سے اُن کا نام مدتوں تک روشن رہے گا۔ (**ہفت روزہ ریفارمر جموّں**)

آج ہمارا وطن ایک بلند فکر صحافی، ایک خوش فکر شاعر، ایک محقق، تاریخ دان اور خزینہ علم و ادب کے ایک گوہر غلطاں سے خالی ہو گیا۔ (**نشاط کشتواڑی**)

چاند کے خاص کالموں کے نام ''زبانِ خلق''، ''کہکشاں''، ''بہارِ جموں و کشمیر'' اور ''پریمی دنیا'' وغیرہ ہوا کرتے تھے، جن کے مقاصد اس طرح تھے۔

زبانِ خلق، عوام کی زبان کا خاص کالم ہوتا تھا اس میں عوام کی پریشانیوں اور مانگوں کی آواز حکومت تک پہنچائی جاتی تھی۔

کالم کہکشاں میں بڑی بڑی شخصیات سے تعارف اور اکثر کسی مقام کی طویل و مختصر ڈائری پیش کی جاتی تھی اور عوام کے چھوٹے مسائل کو بھی بیان کیا جاتا تھا۔

بہارِ جموں و کشمیر کے عنوان کے تحت روزمرہ کی مقامی خبریں شائع ہوا کرتی تھیں۔

پریمی دنیا میں نوجوانان ملک ایک دوسرے کے مابین خط و کتابت سے دوستانہ اور برادرانہ تعلقات قائم رکھتے تھے۔ جو عوام دوستی پر مشتمل تھا۔ ان کے علاوہ اس حصے میں اشتہارات وغیرہ بھی شائع ہوتے تھے۔

ہفت روزہ اخبار ''چاند'' جاری کرنے کا مقصد مندرجہ ذیل سطور سے بخوبی واضح ہو جاتا ہے جو کہ مدیر ''چاند'' نرسنگداس نرگسؔ نے ۲۵ مارچ ۱۹۴۰ء کے اداریہ بعنوان، چاند کا طلوع، میں بیان کیا۔ ملاحظہ کیجئے:

> ''عرصہ دراز سے ہمارے دل میں یہ آرزو گدگدا رہی تھی کہ ہم بنی نوع انسان میں رشتہ محبت اور پریم کے احساسات پیدا کرنے کے لئے کوئی ایسا اخبار جاری کریں جو مذہبی جھمیلوں سے دور اور سیاسی بددیانتی

سے مُبرّا ہو اور فرقہ پرستی کے اثرات سے پاک ہوتا کہ اس کے ذریعہ ہم ریاست جموں وکشمیر میں بسنے والوں کی صحیح انسانی خدمت کر سکیں۔۔۔ہماری تمام تر کوششیں اس شاہکار میں معلوماتی دلچسپیاں اور معنوی خوبیاں پیدا کرنے میں صرف ہوں گی۔ چاند کے صفحات پر ملک کی ذمہ دار اور نامور شخصیتوں کا تذکرہ اس خوبی سے آئے گا کہ پڑھنے والوں کو اس سے فائدہ ہی حاصل ہوگا۔نقصان نہیں۔۔۔''

آپ نے اپنے اخبار کے ذریعے ملک کے مختلف طبقوں کے درمیان خیر سگالی اور طبقاتی مفاہمت کے جذبات کو فروغ دینے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں رکھا۔ خصوصاً ہندو مسلم اتحاد کو تقویت پہنچانے کے لئے اپنے قلم اور اخبار کو استعمال کیا۔ چاند کی فائلوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ابتداء میں نرگسؔ سیاست میں اُلجھنا بالکل پسند نہیں کرتے تھے لیکن چار پانچ سال کی محنت اور تجربے کے بعد نرگسؔ ایک نڈر صحافی بن گئے۔

اس دوران ایک مرتبہ اخبار پر پابندی بھی لگی۔ بعد ازاں معلوم ہوا کہ مہاتما گاندھی پر کی گئی نکتہ چینی حکومت کو برداشت نہ ہو سکی تھی اس لئے یہ پابندی لگائی گئی تھی۔ بہر حال نو ماہ اکیس دن کے بعد ۲۰/اکتوبر ۱۹۴۸ء کو جمہوری حکومت نے روزنامہ 'چاند' پر سے پابندی ہٹا لیے جانے کے بعد 'چاند' کی اشاعت دوبارہ شروع ہو گئی۔

نرگسؔ نے اخبار کے معیار کو ہمیشہ بلند رکھا اور جانبداری خوشامد اور چاپلوسی سے دور رہ کر انہوں نے ہمیشہ سچی اور کھری باتیں لکھیں۔ انہوں نے کبھی کسی کو بلیک میل کر کے روپیہ نہیں بٹورا اور وقتاً فوقتاً حکومت کو جھنجھوڑنے میں بھی کبھی تامل نہیں کیا۔ ہمیشہ حق وصداقت کا علم بلند رکھنے کے لئے دیگر صحیفہ نگاروں سے آگے رہ کر ریاست کے تینوں خطوں جموں، کشمیر اور لداخ میں بسنے والے عوام کی بہتری اور خوشحالی کے لئے مساویانہ عمل کے لئے جدوجہد کرتے رہے۔ ''گلاب بھون جموں بنوانے کی تحریک بھی آپ ہی نے چلائی تھی اور اس کے لئے بھرپور محنت کر کے ہزاروں روپے اکٹھے کیے تھے۔''[۱۳]

ایک بار بخشی غلام محمد نے اخبار 'چاند' کی خدمت اور بے باک تحریروں کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے جب یہ کہا تھا کہ ''آپ کے اخبار کی تحریریں کچھ ساتھیوں کو چُبھتی بھی ہیں تو آپ نے بلا جھجک اس کا جواب دیتے ہوئے کہا تھا کہ ایک صحافی کے طور پر میرا فرض درست طور پر واقعات کی عکاسی کرنا ہے اور اگر میرے اخبار کا جائزہ کسی کو چُبھے وہ بھی اچھی بات ہے کیوں کہ وہ بھی اپنی خامیوں اور محاسن پر توجہ دے کر آئندہ کے لیے سنبھل سکتا ہے۔''[۱۴]

نرگسؔ صاحب کی زیر ادارت اخبار 'چاند' واقعی ریاست کا ایک مشہور اخبار تھا۔ جس کی اشاعت کا دائرہ نہایت وسیع تھا، جس میں عوام کے مسائل اور خدمات کی بھرپور ترجمانی کی جاتی تھی اس کے زیادہ تر قلم کار اچھے کہانی کار تھے۔ چاند کی عظمت کا راز اس بات میں بھی مضمر تھا کہ اس کے مطالعے کو عوام معلوماتی تصور کرتے تھے۔ اُن کی زندگی میں چاند کو جو شہرت حاصل تھی وہ ان کی وفات کے بعد نہ رہی۔ یہاں تک کہ ان کی وفات کے ساتھ ہی ان کا جاری کردہ چاند بھی کچھ عرصہ کے بعد آہستہ آہستہ غروب ہوتا گیا اور جواب مطلق نہیں نکلتا۔ تاہم 'چاند' نے عوام الناس کے لیے جو خدمات انجام دی ہیں وہ بُھلائی نہیں جا سکتیں اور وہ ہمیشہ زندہ رہیں گی۔ ڈوگرہ سماج میں اردو کی ترویج کے لیے جو کام نرسنگداس کے اخبار ''چاند'' نے کیا ہے اس کی حیثیت تاریخی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ یہ گاؤں اب ضلع سیالکوٹ پاکستان میں واقع ہے۔

۲۔ موہن لال موتیال 'ڈوگرہ دیس کا چمکتا ہوں ستارہ ڈوب گیا' چاند جموں شمارہ ۳، دسمبر ۱۹۷۳ء، ص۔۱۱

[یہ وہی سڑک ہے جو آج بی سی روڈ (بانہال کارٹ روڈ) کے نام سے مشہور ہے۔]

۳۔ بقول دیوان چند دیوان، ایڈیٹر شیر ڈوگر، جموں (راقم الحروف کو مارچ ۱۹۸۸ء میں ایک ملاقات کے دوران انہوں نے اس بات کا انکشاف کیا تھا۔)

۴۔ بقول دیوان چند دیوان، ایڈیٹر شیر ڈوگر، جموں (مارچ ۱۹۸۸ء کی ایک ملاقات)

۵۔ ایک قسم کا رسمِ خط، اسکرپٹ جو مہاجن اور صراف استعمال کرتے تھے۔ (جسے لنڈے بھی کہتے ہیں)

۶۔ دیوان نرسنگداس نرگس رئیس التحریر 'تاریخ ڈوگرہ دیس' (جموں وکشمیر) چاند پبلشنگ ہاؤ گمٹ گیٹ جموں جنوری ۱۹۶۷ء، ص ۱۱۱۷

۷۔ کماررراجہ (دیا کرشن گردش) کی رئیس التحریر دیوان نرگس سے ایک ملاقات، 'چاند' شمارہ ۲۶ جون ۱۹۷۲ء، ص ۱۲ اور ۱۱

۸۔ دیوان نرسنگداس نرگس رئیس التحریر۔ تاریخ ڈوگرہ دیس، چاند پریس جموں جنوری ۱۹۶۷ء، ص۔ ۱۱۱۸

۹۔ کماررراجہ (دیا کرشن گردش) چاند کی رئیس التحریر دیوان نرگس سے ایک ملاقات۔ 'چاند' شمارہ ۲۶ / جون ۱۹۷۲ء (ایڈیٹوریل) ص۔ ۱۲ اور ۱۱

10. Dr. Zahur-ud-din Development of Urdu Language and literature in the Jammu region. Gulshan Publishers Srinagar 1985, PP 394 & 395

۱۱۔ پریم منوہر، نظم۔ 'غیر جانبداری' ہفتہ وار چاند جموں، جلد ۲۴، شمارہ ۲، ۲۳ / اپریل ۱۹۶۲ء ص ۱۱

۱۲۔ بقول اقبال نرگس (فرزند نرسنگداس نرگس) ایک ملاقات مارچ ۱۹۸۸ء

۱۳۔ موہن لال موتیال 'ڈوگرہ دیس کا چمکتا ہوا ستارہ ڈوب گیا' ہفتہ وار 'چاند' جموں، ۳ / دسمبر ۱۹۷۳ء جلد ۲۵، شمارہ ۲۹، ص ۱۱

۱۴۔ بنسی لال کوہستانی 'دیوان نرسنگداس نرگس یادوں کے دریچے میں' چاند' جموں، جلد ۳۵، شمارہ ۳۰، ۱۰ / دسمبر ۱۹۷۳ء، ص ۶